BA Part II
Honspaper - III
Book - 4

روحِ انیس

4

1۔ چہرہ: اس میں اپنی شاعری کی تعریف، حمد، منقبت، مناجات، صبح کا منظر، رات کا سماں، دنیا کی بے ثباتی وغیرہ تمہید کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔

2۔ سراپا: اس میں ہیرو کے قد و قامت، خط و خال اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

3۔ رخصت: اس میں ہیرو کا خود امام حسینؑ سے جنگ کی اجازت لینے اور تمام عزیزوں سے رخصت ہونے کا بیان ہوتا ہے۔

4۔ آمد: آمد میں ہیرو کا گھوڑے پر سوار ہو کر شان و شوکت کے ساتھ میدانِ جنگ میں جانے کا ذکر بیان کیا جاتا ہے۔ آمد کے سلسلے میں گھوڑے کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔

5۔ رجز: رجز میں ہیرو کی زبان اس کے حسب و نسب کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔ اور فنِ سپاہ گری و قابلیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

6۔ جنگ: جنگ میں ہیرو کا دشمن کی فوج کے بڑے سپہ سالار سے لڑنا اور اس کی بہادری کا ذکر کیا جاتا ہے۔

7۔ شہادت: شہادت میں دشمن کے ہاتھوں ہیرو کے شہید ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

8۔ بین: بین میں ہیرو کی لاش پر عزیزوں اور عورتوں کا رونا اور ماتم کرنا نظم کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: انیس کی شاعرانہ عظمت سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟ یا
انیس کی شخصیت سے اپنی واقفیت کا اظہار کریں؟ یا
انیس کی مرثیہ نگاری کا تنقیدی جائزہ لیجئے؟ یا
"روحِ انیس" کی روشنی میں کلامِ انیس پر تبصرہ کیجئے؟

جواب: نام میر ببر علی تھا اور تخلص انیس۔ ان کے والد کا نام میر خلیق تھا۔ ان کی پیدائش 1802ء محلہ گلاب باڑی فیض آباد اتر پردیش میں ہوئی اور وفات 10 دسمبر 1874ء کو ہوئی۔ ان کے والد میر خلیق کا شمار اچھے مرثیہ نگاروں میں ہوتا ہے اور ان کے دادا میر حسن کی مثنوی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس کا احساس خود میر انیس کو ہے۔ تبھی تو وہ یہ کہتے ہیں ۔

روح انیس

پانچویں پشت ہے شبیر کی مداحی میں

انیس کی ابتدائی تعلیم مولوی حیدر علی کے ہاتھوں ہوئی۔ شاعری میں والد سے اصلاح لیتے تھے۔ مولوی میر نجف علی فیض آبادی اور مفتی محمد عباس سے بھی فیض حاصل کیا۔ اس زمانے کے اچھے گھرانوں کے لڑکوں کے رسم کے مطابق انہوں نے گھڑ سواری، تیر اندازی اور فوجی تربیت بھی حاصل کی۔ ان کے ادبی زندگی کی شروعات محض بارہ سال کی عمر میں غزل گوئی سے ہوئی۔ پھر والد کے مشورہ پر سلام لکھنا شروع کیا۔ رباعیاں بھی کہیں۔ پھر مرثیہ کے جانب متوجہ ہوئے۔ شروع میں حزیں تخلص رکھا بعد میں ناسخ کے کہنے پر انیس تخلص رکھا۔

اردو نظم رزمیہ بیان سے خالی نہیں تھی۔ بیاس و والمیکی کی "رامائن" اور فردوسی کی "شاہنامہ" جیسی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس کمی کو انیس نے اپنے مرثیہ کے ذریعہ پورا کر دیا۔ ان کا تقابل ہومر، فردوسی، ہومر، شکسپیر، تلسی داس اور والمیکی جیسے عالمی شعرا سے کر سکتے ہیں۔ ان کے ہی زمانے میں دبیر بھی ایک اعلیٰ پایہ کے مرثیہ نگار ہوئے ہیں۔ ان دونوں کی چشمکیں چلتی رہتی تھیں۔ جس کی وجہ سے اس فن کو اور جلا ملی اور اس کی قدر و قیمت بھی بڑھتی گئی۔

انیس کو زبان پر زبردست قدرت حاصل تھی۔ گویا کہ زبان ان کی لونڈی تھی۔ فصاحت اور بلاغت بھی ان کے یہاں نمایاں ہے۔ مشکل مضامین کو بھی آسان لفظوں سے مزین کرنے کا ہنر ان کے پاس تھا۔

جنگ آزادی کی ناکامی اور لکھنؤ کی بربادی نے انہیں عظیم آباد، بنارس، حیدرآباد، الہ آباد وغیرہ میں جا کر کلام سنانے کا موقع دیا۔ انیس کبھی دربار سے منسلک نہیں تھے۔ اس لئے ان کی شاعری میں درباری خوشامدانہ اثرات نہیں آ پائے۔

ان کے کلام کو پانچ جلدوں میں نول کشور پریس نے شائع کی اور نظامی پریس نے بچپن جوانی اور بڑھاپے کے لحاظ سے کلام کو تین حصوں میں شائع کیا۔ پاکستان سے میر کا کلام چار جلدوں میں 1958ء میں شائع ہوا۔ ان کے مرثیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے عابد علی عابد فرماتے ہیں:
لاہور
انیس کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ہر صنف کے رموز سے فائدہ اٹھا کر مرثیے کو

BA Part II
Hons paper - II
Book - 4

6

عروج انیس

ایک ایسی چیز بنا دیا جس میں مثنوی، قصیدہ، غزل، ڈرامہ، داستان، سب ہی چیزوں کا رنگ جھلکتا ہے اور اس کے باوجود اس صنف سخن کی انفرادیت قائم رہتی ہے۔

انیس نے فن کو بام عروج پر پہنچایا اور اس کی شہرت ملک کے دور دراز تک پھیلی۔ انیس کو شاعری وراثت میں ملی تھی۔ ان کو واقعہ نگاری پر کمال حاصل ہے۔ انسانی جذبات، احوال خصوصاً جنگ و نزاع نہایت جوش و صفائی سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن کوئی شے مبہم و تاریک نظر نہیں آتی۔ وہ کسی واقعہ کے وقت ان جزئیات کا بیان کرتے ہیں جس سے پورا واقعہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

انیس کی سب سے بڑی خوبی ان کی قادر الکلامی ہے۔ نازک خیالات لطیف جذبات اور مشکل فلسفوں کو سیدھے سادے الفاظ میں برجستگی اور بے تکلفی سے بیان کرتے ہیں۔ مرثیے کے دل و دماغ پر جو اثر پیدا کرنا چاہتے ہیں اس میں کامیاب رہتے ہیں۔ زبان و بیان کے معاملے میں تو انیس کا مقابلہ کوئی دوسرا شاعر کر ہی نہیں سکتا ہے۔ ان کے کلام میں جو سلاست، روانی، فصاحت، بلاغت اور شگفتگی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔

"روح انیس" میں مسعود حسین رضوی لکھتے ہیں:

"انیس جب دو شخصوں کی گفتگو لکھتے ہیں تو الفاظ، طرز کلام اور لب و لہجے میں متکلم اور مخاطب دونوں کی عمر، صنف، سیرت، حیثیت، وقتی قلبی کیفیت، گفتگو کے موقع اور ان کے باہمی تعلقات کا لحاظ رکھتے ہیں۔"

انیس کی کردار نگاری پر کلیم الدین احمد لکھتے ہیں: "سیرت نگاری تو اردو شعرا میں سراسر مفقود ہے۔ انیس کے مراثی میں بھی اس کا وجود نہیں۔ وہ ہر فرد کی شخصیت کو الگ الگ واضح نہیں کرتے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر فرد میں وہی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو دوسروں میں ہیں۔"

مناظر قدرت کے بیان میں انیس کو یہ طول حاصل ہے، دریا، جنگل، صبح، شام، دوپہر وغیرہ کا سماں الفاظ سے ایسا کھینچتے ہیں کہ مصور کا قلم بھی ایسی کیفیت اور نمونہ پیش کرنے سے عاری ہے۔

انیس کا کلام جتنا فصیح ہے اتنا بلیغ بھی ہے۔ سلاست و استقلال، سادگی و رنگینی، طول و اختصار بھی بلاغت میں آتے ہیں۔ انیس کے کلام میں بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔ گفتگو اور مکالمے کے لکھنے میں کوئی شاعر انیس کا مقابل نہیں ہو سکتا۔ انیس جب دو شخصوں کی گفتگو لکھتے ہیں تو الفاظ، طرز کلام، لب و لہجے میں متکلم اور مخاطب دونوں کی عمر، صنف، سیرت، حیثیت، گفتگو کے موقع اور ان کے باہمی تعلقات کا لحاظ رکھتے ہیں۔

تھا چرخ اخضری پہ یہ رنگ آفتاب کا
کھلتا ہے جیسے پھول چمن میں گلاب کا

Scanned by CamScanner